یہ دن اگر بُرے ہیں،
تو اچھے بھی آئیں گے۔۔۔

فاروق خان مہائمی مصباحی

مولیٰ علی ریسرچ سینٹر

ہندوستان میں کھالوں کی قیمت بہت گھٹ گئی ہے۔

جس سے مدارس کو بہت خسارہ ہو رہا ہے۔

ساتھ ہی لوگوں کو بھی دشواریاں ہو رہی ہیں۔

کیوں کہ اب زیادہ تر مدارس کھال جمع نہیں کرتے۔

اور کریں بھی کیوں؟

اُنھیں منافع کی بجائے خسارہ جو ہو رہا ہے۔

جتنے روپے میں کھال فروخت ہوتی ہے،

اُس سے کہیں زیادہ گاڑیوں کے کرایے بھاڑے میں،

اور مزدوروں کی اجرت میں خرچ ہو جاتے ہیں۔

خیر!!!

اِس سال جب ہم نے قربانی کی،

ایک تھیلے میں اوجھڑی،

اور دوسرے تھیلے میں کھال اٹھائے،

کوڑے دان کی طرف چل پڑے،

تھوڑی ہی دور میں کئی بار دھر دھر دیے۔

60 سے 70 کلو بکرے کی یہ اوجھڑی،

اندازاً 9 سے 10 کلو کی رہی ہوگی۔

دورۃ الحدیث کے ہمارے ایک شاگرد ہیں،

شاہد قریشی،

اُن کے والد پیشے سے گوشت بیچنے والے ہیں،

شاہد بھی اپنے والد کا ہاتھ بٹاتے ہیں،

اُنھیں بھی اِن چیزوں کی کافی نالج (Knowledge) ہے۔

اُنھوں نے بتایا:

" 250 سے 300 کلو کا جو بڑا جانور ہوتا ہے،

عموماً اُس کی اوجھڑی 45 سے 50 کلو کی ہوتی ہے۔"

اونٹوں کے تعلق سے اُن کی معلومات زیادہ نہیں تھی۔

اِس لیے ہم نے چیٹ جی پی ٹی (ChatGPT) کا سہارا لیا،

جس نے ہمیں بتایا:

" ایک بالغ اونٹ 300 سے 1000 کلو کا ہوتا ہے،

اور عرب اونٹ عام طور پر 300 سے 600 کلو کا ہوتا ہے،

جس کی اوجھڑی 50 سے 100 کلو کی ہوتی ہے۔"

ہم اوسطاً 75 کلو مان لیتے ہیں۔

75 کلو کا وزن اٹھانا،

اور اٹھا کر چلنا دشوار ہوتا ہے،

اور یہی بوجھ،

اگر کسی کے پیٹ پر رکھ دیا جائے،

تو وہ بہت مشکل سے اُسے ہٹانے کے بعد ہی اٹھ پائے گا۔

اور یہی بوجھ اگر کسی سجدہ کرنے والے کی پیٹھ پر اچانک سے رکھ دیا جائے،

تو پہلے تو اُس کے ہاتھ زمین سے ٹکرائیں گے۔

ہوسکتا ہے اُس کا سینہ بھی زمین سے لگ جائے،

اور وہ بڑی مشکل سے ہی اُسے ہٹا پائے،

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ لیٹ جائے،

اور کسی کے آنے کا انتظار کرنے لگے،

جو آ کر وہ پتھر اُس کی پیٹھ سے ہٹائے۔

۱

نبیِ کریم ﷺ کے ساتھ ایک مرتبہ ایسا ہی ہوا تھا،

ہمارے نبی ﷺ سجدے میں تھے،

اور عقبہ بن ابو معیط نے اونٹ کی اوجھڑی لا کر آپ کی پیٹھ پر رکھ دی تھی،

بوجھ اتنا زیادہ تھا کہ آپ اُٹھ نہیں پا رہے تھے،

دوسری طرف ابو جہل اور اس کے ساتھی قہقہے پر قہقہہ لگائے جا رہے تھے،

حضور ابھی سجدے میں ہی تھے،

اور مکہ والے تماشائی بنے سب کچھ دیکھ رہے تھے،

کچھ دیر بعد آپ کی بیٹی حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آ کر،

اوجھڑی آپ کی پیٹھ سے ہٹائی تھی۔

مکہ والوں نے ایسا صرف ایک مرتبہ نہیں کیا تھا،

بلکہ وہ تو آئے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ستانے کا بہانہ تلاش ہی لیتے تھے۔

۲

ایک مرتبہ آپ حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے،

یہی عقبہ بن ابو معیط آیا،

اور اپنا کپڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن میں ڈال کر،

آپ کا گلا گھونٹنے لگا۔

وہ تو اچھا ہوا،

حضرت ابو بکر دوڑتے ہوئے آئے،

اور اُسے ڈھکیل کر،

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُسے دور کیا،

اور اُسے ڈانٹا کہ

”کیا صرف اِس وجہ سے اِن کی جان لے لوگے،

کہ یہ ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں۔“

۳

یہ بازارِ ”ذی المجاز“ ہے،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین کی تبلیغ کر رہے ہیں:

”لوگو! ایک خدا پر ایمان لے آؤ! فلاح پا جاؤ گے۔

ایک خدا پر ایمان لانے ہی میں نجات ہے۔"

ایک آدمی حضور کے پیچھے پیچھے چلتا جاتا،

اور کہتا جاتا:

"ارے یہ جھوٹا ہے،

اِس کی بات نہ سننا۔"

اُس نے اِسی پر بس نہیں کیا،

حضور کو پتھر بھی مارے،

حضور کے قدمِ مبارک لہولہان ہو گئے۔

یہ شخص آپ ہی کا چچا ابولہب تھا۔

اللہ اکبر

۴

وہی "ذی المجاز" کا بازار ہے،

نبی کریم ﷺ دین کی تبلیغ کر رہے ہیں:

"اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرلو،

فلاح پا جاؤ گے۔"

ستانے کی باری، آج ابوجہل کی ہے،

وہ آپ ﷺ پر مٹی پھینکتا جاتا اور کہتا جاتا:

" لوگوں خبردار رہنا، یہ آدمی تم کو دھوکا نہ دے۔"

۵

یہ مکہ کا باشندہ ابولہب ہے۔

اِس کی عادت تھی کہ

یہ تاک میں بیٹھا رہتا،

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کھانا پک کر تیار ہونے کو ہوتا،

یہ دُور سے نشانہ لگا کر غلاظت،

کھانے کی ہانڈی میں پھینک دیتا،

اور چھپ جاتا،

کھانا اور محنت دونوں ضائع ہو جاتے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے باہر آتے،

اِدھر اُدھر دیکھتے،

جب کوئی نظر نہ آتا،

تو کچھ آواز بلند کر کے،

بھرائی ہوئی آواز میں پوچھتے:

”کیا اپنے پڑوسیوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جاتا ہے؟

کیا یہی پڑوسیوں کا حق ہے؟“

۶

کبھی آپ سجدے میں ہوتے،

اور مکہ کے مشرک،

وہ غلاظت جو اونٹنی کے بچہ پیدا ہونے کے وقت نکلتی ہے،

لاکر آپ کی پیٹھ پر ڈال دیتے۔

۷

مکہ کے یہی ظالم،

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک پکڑ کر،

اِس زور سے اُسے کھینچا تھا کہ

اکثر بال اکھڑ گئے تھے۔

۸

ایک مرتبہ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کی گلیوں میں چل رہے تھے،

اِنھی ظالموں میں سے کسی نے،

زمین سے خاک اُٹھائی،

اور آپ کے سرِ مبارک پر ڈال دی،

آپ اُسی طرح اپنے گھر پہنچے،

آپ کی ایک شہزادی دوڑ کر قریب آئیں،

وہ روتی جاتیں،

اور سرِ مبارک سے غبار صاف کرتی جاتیں،

نبیِ کریم فرماتے:

''بیٹی! روتی کیوں ہو؟

اللہ تعالیٰ تمھارے باپ کی حفاظت کرے گا۔''

۹

طائف والوں نے جو کچھ کیا،

اُس کے پیچھے کن کا ہاتھ تھا؟

اِنھی مکہ والوں کا۔

۱۰

مکہ والے صرف جسمانی تکلیف دینے پر اکتفا نہ کرتے،

ذہنی ٹارچر (Torcher) بھی کرنے کی کوشش کرتے،

چناں چہ وہ لوگ،

مکہ بھر میں،

اور آس پاس کے علاقوں میں،

یہ پروپیگنڈا پھیلا رکھے تھے کہ

محمد دیوانہ ہے،

مجنوں ہے،

شاعر ہے،

ساحر اور جادوگر ہے،

کاہن،

کذّاب اور جھوٹا ہے۔

۱۱

اُن لوگوں نے اِسی پر بس نہ کیا،

نبی کریم کی دو صاحب زادیاں:

حضرتِ ام کلثوم اور حضرتِ رقیہ (رضی اللہ عنہما) کا رشتہ،

عتیبہ بن ابولہب اور عتبہ بن ابولہب سے ہوا تھا،

صرف نکاح ہوا تھا،

ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔

ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں سے اُنھیں طلاق دِلوا دیا،

یہ کوئی معمولی حادثہ نہیں تھا،

ابولہب نے ذہنی طور پر سنگین تکلیف دینے کی کوشش کی تھی،

کیوں کہ بیٹی کے طلاق کا معاملہ،

جس طرح آج اذیّت کا سبب بن جاتا ہے،

اُسی طرح پہلے بھی تکلیف کا سبب ہوتا تھا،

اِس واقعے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،

کس کرب میں مبتلا ہوئے ہوں گے،

اندازہ لگانا بھی مشکل ہے۔

۱۲

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر جگہ ثابت قدم رہے،

تو آپ کے صحابہ اور متبعین کو پریشان کرنا شروع کر دیا،

کہ جب پیروکار، ساتھ چھوڑ دیں گے،

تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) بھی اپنے ارادے سے باز آ جائے گا۔

چناں چہ مکہ والوں نے،

صحابہ کرام کو انتہائی عبرت ناک سزائیں دینی شروع کر دیں،

اُنھیں،

تپتی ریت پر لٹا کر،

اُن کے سینے پر پتھر رکھا گیا۔

ہاتھ پاؤں میں رسی باندھ کر،

اُنھیں گھسیٹا گیا۔

آگ پر جلایا گیا۔

چٹائی میں باندھ کر،

نیچے سے دھونی دی گئی۔

حتیٰ کہ کچھ کو بڑی بے دردی سے،

شہید بھی کیا۔

مگر صحابہ ڈٹے رہے۔

۱۳

مکہ والوں نے،

پھر یہ خیال کر کے کہ

-متبین نے ساتھ نہیں چھوڑا ہے تو کیا ہوا،

قبیلے والے زیادہ دنوں تک ساتھ نہیں دیں گے-

بنی ہاشم کا سوشل بائیکاٹ کر دیا،

خرید وفروخت پر پابندی عائد کر دی،

بنی ہاشم بھوکے پیاسے رہتے،

مکہ میں اُنھیں کچھ نہ ملتا۔

اگر کوئی قافلہ،

مکہ کے باہر سے آتا،

تو مکہ والے اناج کی قیمت اتنی بڑھوا دیتے کہ خریدنا مشکل ہو جاتا،

تین سالہ یہ زمانہ بڑا سخت گزرا،

بنی ہاشم،

گھاس پوس،

درختوں کے پتے،

اور چمڑے کھا کر گزارا کرتے رہے۔

مگر الحمدللہ حضور کا ساتھ نہ چھوڑا۔

۱۴

اب مکہ والوں نے اپنا آخری داو چلنا چاہا،

اور قتل کے درپہ ہو گئے،

اِس گمان میں کہ

”اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہی نہ رہے گا،

تو ہمارے معبودوں کو کوئی خطرہ نہ ہوگا۔“

چناں چہ

ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حالت سجدہ میں تھے،

اور ابو جہل بڑا سا پتھر لے کر،

سر کچلنے کے ارادے سے پہنچ گیا،

اللہ تعالیٰ نے وہاں اپنے محبوب کی حفاظت فرمائی۔

۱۵

اگلی مرتبہ،

دار الندوہ میں قتل کی پوری پلاننگ کر لی گئی،

اور حضور کو نہ چاہتے ہوئے مدینہ ہجرت کرنی پڑی۔

ہواؤں نے رخ بدلا۔۔۔

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد،

اسلام بڑی تیزی سے پھیلا،

وقت بدلا،

حالات بدلے،

حق کی جیت ہوئی،

کفر شکست کھا گیا،

مکہ فتح ہو گیا۔

نبی کریم ﷺ طواف کر کے،

خانۂ کعبہ کے اندر،

بتوں کو توڑ رہے ہیں،

باہر وہی مکہ والے موجود ہیں،

ڈرے ڈرے سے،

سہمے سہمے سے۔

خوف زدہ ہیں کہ

آج مارے جائیں گے،

اُن کے کیے گئے ہر ایک ظلم کا آج بدلہ لیا جائے گا۔

بہت سے لوگ بھاگ کر گھروں میں چھپ گئے ہیں،

بہت سُو نے خانۂ کعبہ کی پناہ لے رکھی ہے،

سب کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی ہیں،

ہر طرف سناٹا ہے،

مانو، شہر نے سانس روک لی ہو۔

اِتنے میں،

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے،

مکہ والوں سے مخاطب ہو کر،

پوچھا:

"تمہیں کیا لگتا ہے؟ کہ میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟"

ڈری ڈری سی،

سہمی سہمی سی آواز میں،

وہ بولے:

"اَخٌ کَرِیمٌ وَابنُ اَخٍ کَرِیمٍ"

"آپ کریم بھائی اور کریم بھائی کے بیٹے ہیں۔"

یعنی:

"ہمیں معاف کر دیں۔

بھیک میں،

ہمیں ہماری زندگی دے دیں۔"

وہ سارے مظالم جو مکہ والوں نے کیے تھے،

آپ پڑھ چکے،

وہ اذیت سے بھرے سارے واقعات،

نبیِ کریم کے ذہن میں، ایک بار پھر گھوم گئے ہوں گے۔

کوئی اور ہوتا،

تو انتقام لیتا،

خون کی ندیاں بہاتا،

لاشوں کے انبار لگاتا،

مگر تھے تو نبی!!!

وہ بھی رحمۃ للعالمین۔

اُن کے مظالم،

اُنھی کی ہلاکت کا سبب بنتے،

اگر اُسی حال میں مارے جاتے،

تو جہنم، اُن کا مقدر بن جاتا۔

رحمۃ للعالمین کو یہ گوارا نہ ہوا۔

اِس لیے،

سب کچھ بھول گئے،

سارے مظالم،

ساری جفائیں،

یک لخت نظر انداز کر دیں۔

چہرے پر،

ہلکی سی تبسم ریز ہوئی،

لبوں نے جنبش کی،

فرمایا:

’’لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ اِذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاء.‘‘

’’آج تم پر کوئی الزام نہیں،

جاؤ! آج تم سب آزاد ہو۔‘‘

اس واقعے سے،

پورا مکہ مسلمان ہو گیا۔

تاریخِ انسانیت کا مطالعہ کر جایئے،

کسی انسان نے حلم و بردباری کی یہ مثال قائم نہیں کی،

جو رسول اللہ ﷺ نے کر کے دکھا دیا،

اتنی اذیتیں برداشت کرنے کے باوجود،

اس قدر عفو درگزر،

خود ظالم حیرت زدہ تھے،

کہ کوئی اتنا رحم دل کیسے ہو سکتا ہے!!!

ایسے تھے رسول اللہ ﷺ،

ہم سب کے نبی،

رؤوف ورحیم،

کریم وحلیم،

شفیق وخبیر،

غم گسار وغم خوار،

فریادرس وامدادرس،

محسنِ انسانیت،

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !!!

مولا علی ریسرچ سینٹر کی دیگر کتابیں

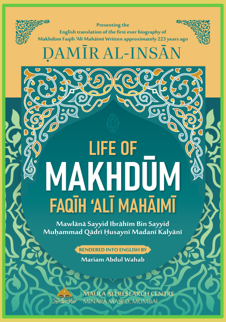

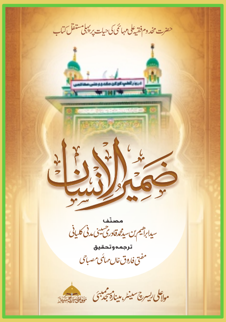

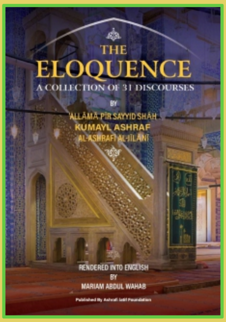

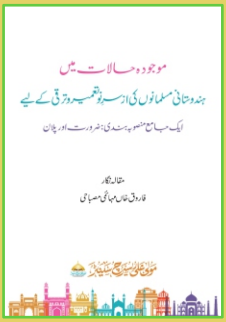

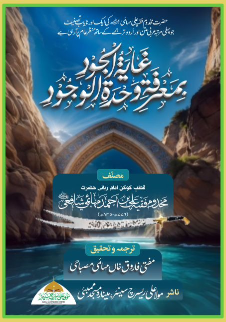

مولیٰ علی ریسرچ سینٹر